بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جرعات

پاک و ہند کے مشہور عالم ——— جو اہل علم ہونے کے ساتھ صاحب دل بھی ہیں ——— جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی پچھلے دنوں لاہور تشریف لائے ہوئے تھے طلبائے جامعہ سلفیہ لاہور نے آپ کو دعوت عصرانہ دی۔ جس میں مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کے محترم راہ نماؤں اور جمعیۃ اہل حدیث لاہور کے معزز اراکین نے بھی شرکت فرمائی۔

طلبائے جامعہ سلفیہ نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں مولانا موصوف کی علمی و تبلیغی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مرکزی جمعیۃ اہل حدیث اور اسکے شعبہ ہائے تنظیم و تبلیغ۔ اخبار الاعتصام، ادارہ اشاعۃ السنۃ، جامعہ سلفیہ ——— کا اجمالی تعارف کرایا گیا۔

مولانا ابوالحسن علی صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے مختصر مگر جامع اور پرمغز خطاب فرمایا جس میں اہلحدیث کے ساتھ اپنے خاندانی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل حدیث کو اپنی اس تحریک نشأۃ جدیدہ میں چار باتوں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

(۱) سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے ساتھ عشق صادق اور اس پر عمل میں شوق اور ولولہ، اس کے لیئے دل میں سوز اور محبت، اس کی تبلیغ و اشاعت۔ پھر اس کو برپا اور نافذ کرنے کے لیئے وہ تڑپ پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اس برصغیر میں اس جماعت کے اسلاف کرام ——— مولانا سید احمد شہید۔ مولانا محمد اسماعیل شہید۔ مولانا ولایت علی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ ——— میں تھا ——— !

(۲) ظاہر کے ساتھ باطن درست کرنے کی فکر کے لیئے وہ راہ اختیار کی جائے جس پر ماضی قریب کے علمائے اہلحدیث گامزن تھے۔ مثال کے طور پر آپنے مولانا عبداللہ الغزنوی۔ مولانا عبدالجبار الغزنوی کے اسمائے گرامی پیش کیئے ——— !

(۳) حدیث پاک کے خلاف جو مہم کراچی کے ادارہ طلوع اسلام اور لاہور کے بعض اداروں (غالباً اشارہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف تھا) چلائی جا رہی ہے۔ اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر علمی اور سنجیدہ قسم کا لٹریچر تیار کیا جائے۔ جس کی حسن و خوبصورتی کے ساتھ اشاعت ہو ــــ!

(۴) ہمارے ہاں مدتوں سے جو نصاب تعلیم جس انداز سے رواج پذیر ہے اس کی تقلیدی بندشوں سے بھی اہل حدیث کو آزاد ہونا چاہیئے۔ جب کہ تقلید جامد کے خلاف اہل حدیث نے کامیاب جہاد کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے عہد حاضر کے تقاضوں اور ندوہ کی تحریک اصلاح نصاب کی مساعی کا اجمالی ذکر کیا۔ اور اہل حدیث کو بھی اصلاح نصاب میں اسی نہج پہ چلنے کا مشورہ دیا۔

مولانا علی میاں کی تقریر کے بعد مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کے صدر محترم حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب مدظلہ العالی نے ان قیمتی مشوروں کے لئے موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ اصلاح نصاب کا مسئلہ پہلے دن ہی سے مرکزی جمعیۃ اہل حدیث کے سامنے ہے، اور گذشتہ سالوں میں اس سلسلے کا کچھ کام جمعیۃ اہل حدیث کر بھی چکی ہے۔ اور مسلسل کر رہی ہے۔ ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ نصاب کو مفید سے مفید تر بنایا جائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صدر محترم کے ان ارشادات کی تھوڑی سی تشریح کر دی جائے مرکزی جمعیۃ اہل حدیث نے اس سلسلے میں ایک کام تو یہ کیا ہے کہ حاملین تعلیم قدیم و جدید اور تعلیمی تجربہ نیز نصابی امور سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم مثلاً خود صدر محترم مولانا غزنوی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ، حضرت الاستاذ جناب مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی۔ استاذ محترم جناب مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی۔ جناب مولانا محمد حنیف صاحب ندوی۔ جناب عبدالقیوم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ وغیرہم کی راہ نمائی میں عربی مدارس کی ابتدائی، ثانوی اور اعلےٰ جماعتوں کے لئے ایک نصاب مرتب کرایا۔ پھر دوسرا کام

یہ کیا کہ مغربی پاکستان کے قریباً دس پندرہ مدارس عربیہ کے مہتمم اور مدرسین حضرات کے ایک اجلاس میں اسے پیش کیا۔ تاکہ نصاب میں وحدت پیدا کی جا سکے ———!

الحمد للہ کہ جماعت کے مدارس کی اکثریت نے جمعیۃ کی تجاویز کا خیر مقدم کیا۔ اور اس کو اپنانے پر آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ ادھر چند سال سے وہی نصاب کلاً یا جزءً عام طور پر رائج ہے اور وحدت نصاب کی صورت پیدا کرنے کے رجحانات ترقی پذیر ہیں۔

اس سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ اس سال مرکزی جمعیۃ کی تحریک پر جماعت کے متعدد مدارس کی ثانوی اور اعلیٰ جماعتوں کے سالانہ امتحان یونیورسٹی کے طریقے پر ہو رہے ہیں۔

تیسرا کام جمعیۃ کا یہ ہے کہ اس نے مجوزہ نصاب کو کلیۃً رائج کرنے کے لئے ایک مرکزی درس گاہ ——— الجامعۃ السلفیۃ ——— قائم کر دی۔ جس کی تعلیمی ابتدا اس سال سے ہو گئی ہے۔ اکابر جماعت کا خیال ہے کہ شوال ۱۳۷۶ھ سے لائل پور میں مجوزہ نقشہ کے مطابق اس کا مستقل وجود عمل میں لا کر باقاعدہ کام شروع کر دیا جائے۔

اگر بفوائے خیر الاعمال مادیم علیہ ٹھوس بنیادوں پر مسلسل محنت اور سعی پیہم کو کام میں لایا گیا تو امید غالب ہے کہ جماعت اہل حدیث کا یہ کارنامہ نہ صرف مفید اور اعلیٰ نتائج کا حامل ہوگا بلکہ قابل تقلید اور باعثِ رشک بھی ———!

ہاں! اس امر کی طرف اکابر جمعیۃ کو توجہ دلانا شاید نامناسب نہ ہو۔ کہ تعلیمی امور میں بھی قدامت کو جدت سے بدلنے اور عہدِ حاضر کے تقاضوں کے ساتھ چلنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ عقاید و طرز زندگی میں سلف کی روش ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اگر جدت کے ساتھ خدا نخواستہ "تجدد" بھی راہ پا گیا، تو اس کے نتائج سخت خطرناک ہوں گے۔ اگر ہم ان سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کوئی مضبوط عملی ضابطہ بنانا ہوگا، تاکہ ہمارے مدارس تجدد یں غلو کی وبا سے محفوظ رہ سکیں۔ مولانا علی میاں کے دوسرے ارشادات کے متعلق ہم کسی دوسری صحبت میں شائد کچھ عرض کر سکیں گے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔ اور توفیق خاص سے نوازے۔ وھو الموفق ونعم المعین۔